Ma'ārif-e-Islāmī معارِفِ اِسلامی

eISSN: 2664-0171, pISSN: 1992-8556
Publisher: Faculty of Arabic & Islamic Studies
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Website: https://ojs.aiou.edu.pk/index.php/jmi
Vol.24 Issue: 02 (July – December 2025)
Date of Publication: 26-December 2025
HEC Category, **Y**: (2024-2025)
https://ojs.aiou.edu.pk/index.php/jmi

Article	جمع عثمانی اور جمع صدیقی کے درمیان بنیادی فرق کے تناظر میں بعض اشکالات کا جائزہ *An Analysis of Certain Issues in the Light of the Fundamental Differences Between the ʿUthmānic and Ṣiddīqī Compilations of the Qur'an*
Authors & Affiliations	**Dr. Muhammad Aslam** Assistant professor,Department of Basic Sciences &Humanities (Islamic Studies) UET Lahore Faisalabad Campus aslam.siddique@uet.edu.pk
Dates	*Received* 23-09-2025 *Accepted* 12-10-2025 *Published* 26-12-2025
Citation	
Copyright Information	جمع عثمانی اور جمع صدیقی کے درمیان بنیادی فرق کے تناظر میں بعض اشکالات کا جائزہ 2025@ by Dr. Muhammad Aslam is licensed under Attribution-Share Alike 4.0 International
Publisher Information	Faculty of Arabic & Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan https://aiou.edu.pk/

Indexing & Abstracting Agencies

IRI(AIOU)	HJRS(HEC)	Tehqiqat	Asian Indexing	Research Bib	Atla Religion Database (Atla RDB)	Scientific Indexing Services (SIS)

جمع عثمانی اور جمع صدیقی کے درمیان بنیادی فرق کے تناظر میں بعض اشکالات کا جائزہ

An Analysis of Certain Issues in the Light of the Fundamental Differences Between the ʿUthmānic and Ṣiddīqī Compilations of the Qur'an

ABSTRACT

Orientalists have attempted to cast doubt on the authenticity of the ʿUthmānic Codex by asserting that the *Ṣuḥuf Ṣiddīqiyyah* was not a fully organized manuscript and that the ʿUthmānic *Muṣḥaf* was merely its copy—implying that if the former lacked reliability, the latter could not be authoritative. Some Muslim scholars further argue that Abū Bakr's goal was textual preservation, while ʿUthmān's aim was to preserve the *qirāʾāt* (modes of recitation). Another suspicion raised is that if the Qur'an was recompiled during ʿUthmān's time, it suggests that the Companions did not fully trust the earlier compilation.

Through careful analysis of historical sources, this study establishes that the ʿUthmānic codices were primarily based on the *Ṣuḥuf Ṣiddīqiyyah* prepared during the caliphate of Abū Bakr al-Ṣiddīq (RA), with only minor differences between the two. The first compilation was prompted by fear that portions of the Qur'an might be lost after the martyrdom of many *ḥuffāẓ*, while the ʿUthmānic recension aimed to resolve disputes among non-Arab Muslims regarding *qirāʾāt*.

In the first compilation, the Qur'an was collected on separate sheets (*ṣuḥuf*); verses were arranged in order, though sūrahs were not yet compiled into one bound volume. These *ṣuḥuf* were written according to the *ʿarḍah ākhirah* (final presentation before the Prophet ﷺ) and encompassed all seven *aḥruf*. When Caliph ʿUthmān (RA) undertook the second compilation, he used these *ṣuḥuf* as the main source, arranging the sūrahs sequentially and producing a unified codex in a standardized script that accommodated the seven *aḥruf* verified in the *ʿarḍah ākhirah*.

Thus, the *Muṣḥaf ʿUthmānī* was a meticulous reorganization of the *Ṣuḥuf Ṣiddīqiyyah*, with deliberate preference for the Quraysh dialect

to ensure uniformity across authentic recitations. The first compilation safeguarded the Qur'an under collective supervision, while the ʿUthmānic project unified the Muslim community upon a single authoritative text—based on the *ʿarḍah ākhirah* and authentic *qirāʾāt*—by producing and dispatching multiple official copies across the Islamic world.

Keywords: Uthmānic Codex; Ṣuḥuf Ṣiddīqiyyah;Compilation of the Qur'an; Qurʾānic Recitations,Orientalist Criticism; ʿArḍah Ākhirah; Quraysh Dialect; Preservation of the Qur'an; Textual History of the Qur'an.

موضوع کا تعارف:

مستشرقین نے قرآن کریم کو اپنی تحقیقات کا ہدف بنایا، اس میں شکوک و شبہات کے کانٹے بونے کی کوشش کی تاکہ مسلمان ذہن کو مسموم اور غیر مسلم دنیا کو اسلام کے گوشہ عافیت میں جانے سے روکا جاسکے۔ ان کی طرف سے عموماً یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ نبی 1 کے دور میں قرآن لکھا ہوا موجود نہیں تھا ہے۔ مصحف صدیقی بھی کوئی باقاعدہ مرتب نسخہ نہ تھا اور مصحف عثمانی دراصل مصحف صدیقی کی نقل تھا۔ لہٰذا اگر مصحفِ صدیقی رضی اللہ عنہ صحیح نہ تھا تو مصحفِ عثمانی رضی اللہ عنہ کی بھی کوئی حیثیت نہیں۔ اسی طرح بعض مسلمان دانشوروں کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ جمعِ صدیقی میں توجہ صرف متن کی تحریری جمع پر دی گئی۔ ابو بکر صدیق 5 کا مقصد متن کی حفاظت تھا اور سیدنا عثمان 5 کا مقصد قراءات کی حفاظت تھا۔ اسی طرح یہ شبہ پیش کیا جاتا ہے کہ اگر سیدنا عثمان 5 کے دور میں تدوین قرآن کا یہ کام از سر نو کیا گیا تھا تو اس کا مطلب ہے کہ جمعِ صدیقی پر صحابہ کرام 7 کو اعتماد نہیں تھا۔

زیر نظر صفحات میں ان شبہات کا جائزہ لیا جائے گا، خصوصا یہ سوال کہ آیا سیدنا عثمان 5 کے دور میں جمع و تدین کا کام نئے سرے سے کیا گیا تھا یا صرف نسخہ صدیقی کی نقلیں تیار کر کے مختلف علاقوں میں روانہ کر دی گئی تھیں؟ مصاحف عثمانیہ اگر صحف صدیقیہ کو سامنے رکھ کر نقل کئے گئے تھے تو نئے سرے سے اس اہتمام کا کیا مقصد تھا؟ قراءات کے جس اختلاف کا سد باب مقصود تھا، اس کے حل کے لئے کیا طریقہ کار اختیار کیا گیا؟ قراءات کا جو اختلاف جمع عثمانی کا باعث ہوا تھا، اس کے سد باب کی نوعیت کی تھی؟ اور مصاحف عثمانیہ کی تدوین و اشاعت سے وہ مقصد کیسے پورا ہوا؟

تجزیاتی مطالعہ

تاریخ کی یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ قرآن کریم کا ہر حرف نازل ہوتے ہی رسول اللہ 1 کے دل و ماغ میں محفوظ ہو جاتا تھا، فرمان الٰہی ہے: سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَىٰٓ (الاعلی٦) اسی شان کے ساتھ آپ 1 قرآن کریم کو صحابہ کرام 7 کے سامنے پیش کر دیتے۔ گویا سینہ نبوت 1 ایک مضبو ط Hard disk تھی، جس میں قرآن کریم کا یہ خوبصورت اور دلآویز

Softwareاپنی اصل ترتیب اور سبعہ احرف کی تمام تر قراءات ولہجات کے ساتھ صحابہ کرام7 کے استفادہ کے لئے ہر وقت کھلا تھا۔اور صحابہ کرام7 کی ایک بڑی تعداد کو قرآن کریم حفظ تھا۔لیکن مزید تصدیق کے لئے نبی1 کی زیر نگرانی ساتھ ساتھ اسے متفرق پارچوں میں لکھنے کاایک کڑااہتمام بھی موجود تھا۔

اس کے ساتھ مزید اہتمام یہ تھاکہ کان (جبریل) یعرض علی النبی ﷺالقرآن کل عام مرۃ فعرض علیه مرتین فی العام الذی قبض فیه.[1]

''جبریل2ہر سال رسول اللہ1 کے ساتھ قرآن کادور کرتے، لیکن جس سال آپ1 کی وفات اس سال دودفعہ دور کیا۔''

قرآن کے باقاعدہ اس دور کا مقصد یہ تھاکہ ایک سال میں جتنا قرآن نازل ہو چکا ہو،اس کی قراء ت اور ترتیب کو Finalizeکر کے صحابہ کرام7 کے سامنے پیش کر دیا جائے۔اورآخری سال کے دودفعہ دور میں قرآن کریم کو مکمل طور پر Finalizeکر کے صحابہ7 کے حوالے کر دیا گیا۔اس کے بعد جامعہ محمدی1 کے ان طلباء نے جس انداز اور اہتمام سے قرآن کریم کو حرز جان بنایا،وہ ایک ایسا عجوبہء روزگار ہے، جس پر انسانی تاریخ ہمیشہ نازاں وفرحاں رہے گی۔ان میں کتنے ہی تھے، جنہوں نے اپنی زندگیاں اس کیمیائے حیات کے الفاظ و معانی کو محفوظ کرنے کے لئے وقف کر دیں تھیں۔اولین خواتینِ اسلام نے اسے اپنے لئے حق مہر بنایا تھا۔وہ جنہوں نے رسول اللہ1 کی شب وروز زندگی کاایک ایک لمحہ،آپ کی سوچ اور فکر کا ایک ایک زاویہ، آپ1 کی طرز سیاست، طرزِسیاست، طرز معاشرت، آپ کے اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، ہنسنے مسکرانے کے انداز سب کچھ محفوظ کر دیا تھا،وہ جو آپ1 کے وضو کے قطروں کو نیچے نہ گرنے دیتے تھے، انہوں نے لسانِ نبوت1 سے پھوٹنے والے اس چشمہ ربانی کو محفوظ کرنے کیلئے کیا کچھ نہ کیا ہوگا۔چنانچہ امام ابن جزریؒ نے لکھاہے:

ولما خص الله بحفظه من شاء من أهله قام له أئمة ثقات تجردوا لتصحیحه، وبذلوا أنفسهم فی إتقانه وتلقوه من النبی حرفا حرفا، لم یهملوا منه حرکة ولا سکونا و لا إثباتا ولا حذفا ولا دخل علیهم فی شئ منه شک ولا و هم، وکان منهم من حفظه کله ومنهم من حفظ أکثره، ومنهم من حفظ بعضه، کل ذلک فی زمن النبی ﷺ[2]

اور امام ذہبیؒ لکھتے ہیں:

الذین عرضوا علی رسول الله ﷺ القرآن: عثمان بن عفان(ت35ھ) و علی بن أبی طالب (ت40ھ) وأبی بن کعب(ت32ھ)و عبد الله بن مسعود (ت32ھ) وزید بن ثابت (ت45ھ)وأبو موسی الأشعری وأبو الدرداء؛ فهولاء الذین حفظوا القرآن فی حیاة النبی ﷺو أخذ عنهم عرضا، وعلیهم دارت أسانید قراء ة الأئمة العشرة.[3]

اور جب رسول اللہ1 دنیا سے رخصت ہوئے تو قرآن کریم عرضہ اخیرہ کے مطابق ہزاروں سینوں میں محفوظ ہونے کے ساتھ ساتھ مکمل طور پر آپ کی زیر نگرانی چمڑے کے ٹکڑوں، شانے کی ہڈیوں،درختوں کے پتوں اوراس دور میں کتابت

کے دیگر دستیاب وسائل پر لکھا ہوا موجود تھا۔ تاریخ نے اس حقیقت کے اس قدر شواہد فراہم کر دیئے ہیں کہ کسی بھی انصاف پسند محقق کے لئے ان کا انکار ممکن نہیں ہے۔ انہیں حقائق کی بنیاد پر امام ابو بکر الباقلانیؒ نے سچ لکھا ہے :

وما على جديد الأرض أجهل ممن يظن بالنبي! أنه أہمل في القرآن أو ضيعه مع أن له كتابا أفاضل معروفين بالإنتصاب لذلک من المہاجرين والأنصار.[4]

"روئے زمین پر اس انسان سے بڑھ کوئی شخص جاہل نہیں ہو سکتا جو نبی1 کے بارے میں یہ گمان کرتا ہے کہ انہوں نے قرآن کا کوئی حصہ ضائع کر دیا تھا، حالانکہ آپ1 کے پاس فنِ کتابت کے ماہر کاتبین وحی؛انصار اور مہاجرین صحابہ7 کی کافی تعداد موجود تھی۔"

جمع صدیقی، محرک اور خصوصیات

1۔اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا دور خلافت (11ھ۔13) شروع ہوا۔ تدوین قرآن کا محرک یہ بنا کہ مسیلمہ بن حبیب الکذاب کے خلاف ایک ہولناک جنگ میں قرآن کریم کے حفاظ اور قراء کی ایک بڑی تعداد شہید کر دی گئی۔[5] اور ایک سخت جنگ کے بعد بالآخر مسیلمہ ہلاک ہوا۔

اس خدشہ کے پیش نظر کہ آئندہ جنگوں میں حفاظ قرآن کے دنیا سے اٹھ جانے سے کہیں قرآن کا کوئی حصہ ضائع نہ ہو جائے، سیدنا ابو بکر صدیق5 نے عمر فاروق5 کے مشورہ سے زید بن ثابت5 کو کھجور کی شاخوں، پتھر کی تختیوں اور لوگوں کے سینوں سے قرآن کو جمع کرنے کا حکم دیا۔[6]

فقام فيه بعون الله يجمعه	بالنصح والجد والحزم الذي بہرا
من كل أوجهه حتى استتم له	بالأحرف السبعة العليا كما اشتہرا[7]

"زید بن ثابت5 نے اللہ کی مدد سے پوری دیانت، ہمت اور احتیاط کے ساتھ قرآن کریم کو اس کی تمام وجوہ کے ساتھ جمع کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ اور بالآخر اس دور میں ساتوں حروف کی متداول، متواتر اور مشہور تمام وجوہ قراءات کی تدوین کا کام مکمل ہو گیا۔"

2۔ نسخہ صدیقی متعدد صحیفوں پر مشتمل تھا۔ جن میں آیات تو مرتب تھیں، لیکن باقاعدہ دو گتوں کے درمیان ایک کتاب کی صورت میں مرتب نہیں تھا، بلکہ ہر سورۃ الگ الگ لکھی ہوئی تھی، تاکہ بوقت ضرورت اس سے استفادہ کرنا آسان ہو۔ یہ دراصل چمڑے کا ایک بکس تھا، جسے قرآن کے حصوں کی تعداد کے مطابق خانوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ اور یہ صحیفے ان خانوں میں رکھ کر محفوظ کئے گئے تھے۔[8] یہ ہر لحاظ سے یہ ایک مرتب نسخہ تھا۔ البتہ ہر سورۃ Chapter الگ الگ تھا، جس طرح آج کل قرآن کے تیس پاروں کو پارہ نمبر کے ساتھ الگ الگ بھی شائع کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ہر سورۃ اپنے نمبر کے ساتھ الگ الگ لکھی ہوئی تھی۔

3۔اسی طرح یہ نسخہ سبعہ احرف کی ان تمام وجوہ پر مشتمل تھا جو عرضہ اخیرہ میں فائنل ہوئی تھیں۔ امام سخاوی نے لکھا ہے :

"اگر کوئی اعتراض کرے کہ تمہارا تو یہ دعوی ہے کہ زید5 قرآن کے حافظ اور جامع تھے، تو پھر وہ دیگر صحابہ کرام 7 سے اس چیز کی تلاش و جستجو کیوں کر رہے تھے؟ تو جواب یہ ہے کہ وہ دراصل قرآن کی مختلف وجوہ قراءات کو جمع کرنا چاہتے تھے اور اس سلسلہ میں دیگر صحابہ 7 سے دریافت کرتے تھے تاکہ ان سات حروف کا احاطہ کیا جا سکے، جن پر قرآن نازل ہوا تھا۔ اور اسی مقصد کے لئے انہوں نے پتھر کی سلوں، کھجور کی شاخوں، چمڑے کے ٹکڑوں، درختوں کے پتوں اور جانوروں کی ہڈیوں وغیرہ پر نبی1 کے زیر نگرانی اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا نسخہ بھی سامنے رکھ لیا تھا، تاکہ وہ اس میں اپنی قراءۃ کے علاوہ دیگر قراءات کا احاطہ کر سکیں۔"

اور امام جعبری زید بن ثابت کے متعلق لکھتے ہیں: "وہ اللہ کی مدد کے سہارے، عزم صمیم کے ساتھ اللہ، اُس کے رسول ﷺ اور اہل ایمان کے لیے جذبہ خیر خواہی لئے ہوئے کتاب اللہ کے تحفظ کے لیے پوری یکسوئی کے ساتھ سر گرم عمل تھے جو شاید کسی اور کے بس کی بات نہ ہوتی۔ اس مقصد کے لئے تمام ممکنہ وسائل کو بروکار لانے میں انہوں نے کوئی کسر اٹھانہ رکھی، یہاں تک کہ حروف سبعہ کی تمام تر وجوہِ قراءات کی کتابت کو مکمل کر لیا۔"[9]

امام ابن جزری نے منجد المقرئین میں واضح لکھا ہے:

والحق ما تحرر من كلام الإمام محمد بن جرير الطبري، وأبي عمر بن عبد البر، وأبي العباس المهدي، ومكي بن أبي طالب القيسي، وأبي القاسم الشاطبي، وابن يامينه، وغيرهم، كُلُّهم على أن المصاحف التي كانت في زمن أبي بكر رضي الله عنه كانت محتوية على جميع الأحرف السبعة.[10]

"اور صحیح بات وہی ہے جو امام محمد بن جریر طبری، ابو عمر بن عبد البر، ابو العباس مہدی، مکّی بن ابی طالب القیسی، ابو القاسم شاطبیؒ، ابن یامینہ اور دیگر علماء کے اقوال سے حاصل ہوتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں جو مصاحف (قرآنی نسخے) جمع کیے گئے، وہ تمام سات حروف پر مشتمل تھے۔" ان حقائق کی روشنی میں یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ دورِ رسالت اور عہد ابو بکر صدیق اور اس کے بعد دور عثمان میں بھی قرآن کریم کو سات حروف پر مدون کیا گیا تھا۔ اور ڈاکٹر غانم قدوری وغیرہ کی یہ بات قطعاً قابل اعتناء نہیں ہے کہ عہد رسالت اور عہد ابو بکر میں قرآن کریم کو ایک حرف پر مدون کیا گیا تھا۔

ان دلائل سے یہ حقیقت بالکل مبرہن ہو جاتی ہے کہ صحف صدیقیہ عرضہ اخیرہ کے مطابق سبعہ احرف پر مشتمل حکومتی سطح پر ایک اتھارٹی نسخہ تھا، جو مرکز کے پاس تھا اور باقاعدہ مرتب کتاب کی بجائے کئی حصوں پر مشتمل ایک مرتب نسخہ تھا۔ لہٰذا یہ مفروضہ قطعی بے بنیاد ہے کہ جمع صدیقی میں صرف متن کی تحریری جمع پر توجہ دی گئی۔ اور سیدنا عثمان کا مقصد قراءات کی حفاظت تھا۔ قراءات قطعاً متن قرآن سے الگ نہیں ہیں۔

حضرت عمر فاروق کا دورِ خلافت (13ھ سے 23ھ) کے تمام عرصہ میں قرآن کریم کا مستند تحریری حوالہ اور اتھارٹی یہی صحف صدیقی تھے۔ اور ان کی شہادت کے بعد ان کے سامان کے ساتھ ان کی بیٹی سیدہ حفصہ کے گھر منتقل ہو گئے۔

جمع عثمانی، محرک و خصوصیات

اس کے بعد سیدنا عثمان 5 کا دورِ خلافت (23ھ–35ھ) شروع ہوا۔ دو بنیادی وجوہات ایسی تھیں جنہوں نے آپ 5 کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ سیدنا ابو بکر 5 کے جمع کردہ صحیفوں سے نقل کر کے مصاحف کو مرتب کریں۔

1۔ صحفِ صدیقیہ کے سوا، جو مدینہ منورہ میں محفوظ تھے، مسلمانوں کے پاس ایسا کوئی مستند اور جامع نسخہ موجود نہ تھا جو سبعہ احرف کے التزام کے ساتھ تفسیری نکات اور عرضہ اخیرہ میں منسوخ شدہ قراءات سے خالی ہو، تاکہ لوگ ضبط قراءۃ کے لئے اس کی طرف رجوع کر سکیں۔[11]

2۔ اسلامی فتوحات کا دائرہ کافی وسیع ہو گیا تھا۔ ہر علاقہ، نسل، قوم اور رنگ کے لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔ ہر علاقہ کے لوگوں نے حلقہ بگوش اسلام ہونے کے بعد مجاہدین اور معلّمین اسلام سے اسی قراءۃ کے مطابق قرآن پڑھا جس کے مطابق خود انہوں نے رسول اللہ 1 سے سیکھا تھا۔ اسی طرح قراءات کا یہ اختلاف تمام مفتوحہ علاقوں میں پہنچ گیا۔ دائرہ اسلام میں نئے داخل ہونے والے تابعین اور دیگر مسلمان جو نزول قرآن کے عینی شاہد نہیں تھے، کی ایک بڑی اکثریت اس حقیقت سے واقف نہیں تھی کہ قرآن کریم سات حروف پر نازل ہوا ہے۔ اور اگر وہ سبعہ احرف کی متواتر نص صریح سے واقف بھی تھے تو صحیح اور متواتر قراءات سے ناآشنا تھے کہ بوقت نزاع اس کے صحیح اور غلط ہونے کا فیصلہ کر سکیں، خصوصاً ان حالات میں کہ لوگوں کے ذاتی مصاحف میں قراءات صحیحہ کے ساتھ وہ قراءات بھی درج تھیں جن کی تلاوت عرضہ اخیرہ میں منسوخ ہو چکی، اور انہیں ان کے نسخ کا علم نہیں تھا دوسرا ان میں تفسیری نکات بھی درج تھے اور ان کے پاس کوئی ایسا معیاری نسخہ بھی نہیں تھا، جس کی بنیاد پر وہ کسی قراءۃ کے صحیح اور غلط ہونے کا فیصلہ کر سکیں۔[12] عرضہ اخیرہ کے مطابق اتھارٹی نسخہ صرف ایک تھا جو مرکز کے پاس تھا اور وہ بھی باقاعدہ مرتب کتاب کی بجائے کئی حصوں پر مشتمل تھا، لہٰذا اختلاف قراءات کے جھگڑوں سے امت کو بچانے کے لئے ضروری تھا کہ صحف صدیقیہ کو سامنے رکھ کر باقاعدہ مرتب کتاب کی شکل میں مصاحف پورے عالم اسلام میں پھیلا دیئے جائیں۔ ان اسباب کی پوری تفصیل صحیح بخاری اور دیگر کتب حدیث میں موجود ہے۔[13] قراءات کے اس اختلاف کی نوعیت کیا تھی؟ مکی بن ابی طالب (ت437ھ) نے اس ضمن میں منقول روایات کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"... ہر علاقہ کے لوگ قرآن کریم کو اسی طرح پڑھتے تھے جس طرح صحابیِ رسول نے انہیں پڑھایا تھا، جو ابو بکر و عمر کے دور میں انہیں قرآن اور دین کی تعلیم دینے آیا تھا۔ اس لیے ان میں قراءۃ کا اختلاف ہوا۔ اس اختلاف کی نوعیت یہ تھی کہ یا تو مفہوم کی بجائے صرف تلفظ میں اختلاف تھا، یا تلفظ اور مفہوم دونوں میں اختلاف تھا، کہیں رسم الخط ایک سا ہے تو کہیں رسم الخط مختلف ہے۔ کسی جگہ الفاظ کی کمی بیشی کا اختلاف ہے تو کہیں الفاظ کی تقدیم و تاخیر کا۔ کہیں وجوہ اعراب کا فرق ہے تو کہیں ایک قراءۃ میں ایک لفظ ہے اور دوسری قراءۃ میں اس کی جگہ دوسرا لفظ ہے۔ رسول اللہ 1 کے زمانے میں صحابہ کرام کے درمیان قراءات کا یہ اختلاف ایک عام بات تھی، کبھی ان کے درمیان نزاع کی صورت پیدا نہیں ہوئی، کیونکہ انہوں نے

رسول اللہ 1 کی زبان نبوت سے اس اختلاف کا مشاہدہ کیا تھا اور خود مہبط وحی نے انہیں اس کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ لیکن جب قراءات کا یہ اختلاف ان لوگوں کے سامنے آیا جنہوں نے نہ شارع علیہ السلام کو آنکھوں سے دیکھا تھا نہ ہی وہ یہ جانتے تھے کہ مہبط وحی نے کس لفظ کو کس طرز سے پڑھنے کی اجازت دی ہے تو ہر گروہ نے دوسرے کی قراءت کا انکار کیا اور یہ نزاع اس حد تک بڑھ گیا کہ ہر فریق یہ کہتا کہ ہماری قراءۃ تمہاری قراءۃ سے بہتر ہے۔ اس صورت حال نے حضرت حذیفہ بن الیمان 1 کو سخت پریشان اور خوفزدہ کر دیا اور وہ اس کے حل کے لئے مدینہ طیبہ حضرت عثمان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔"[14]

یہ وہ بنیادی اسباب تھے جن کی بنیاد پر سیدنا عثمان 1 نے تمام صحابہ کرام 7 کے مشورہ سے یہ فیصلہ کیا کہ پورے عالم اسلام کو صرف ان قراءات پر جمع کر دیا جائے جو صحیح ثابت ہیں، عرضہ اخیرہ کے وقت منسوخ نہیں ہوئیں۔ اور ان کے ساتھ کوئی ایسی چیز شامل نہ ہو جو اخبار آحاد، اسباب نزول یا ادعیہ ماثورہ کی قبیل سے ہو۔[15]

3۔ سیدنا عثمان 1 نے قرآن کریم کو مرتب کتاب کی شکل میں محفوظ کرنے کے لئے باقاعدہ ایک جامع نظام وضع کیا، تاکہ مصاحف عثمانیہ کو عرضہ اخیرہ کے مطابق ان سات حروف پر مدون کیا جائے جن پر قرآن کریم آسمان سے نازل ہوا تھا۔ اور کوئی ایسا حرف و قراءۃ اس میں شامل نہ ہونے پائے جو عرضہ اخیرہ میں منسوخ ہو گیا تھا۔ سب سے پہلے انہوں نے سیدہ حفصہ کے پاس موجود صدیقی صحیفوں کو منگوایا، اور ان کو سامنے رکھتے ہوئے سورتوں کی ترتیب کے ساتھ پورے قرآن کو ایک ہی مصحف میں نقل کرنے کا منصوبہ تیار کیا۔ اگرچہ جمع قرآن کی اس کمیٹی کے تمام ممبران حافظ تھے، اس کے باوجود حضرت عثمان نے صحف صدیقیہ کو کسوٹی بنانے کا حکم دیا، کیونکہ صحف صدیقیہ اس معیاری نسخہ کے مطابق تھے جو رسول اللہ 1 کے حکم سے آپ کے سامنے اور اور آپ کی تصدیق سے متفرق پارچوں میں لکھا گیا تھا۔[16]

4۔ پھر تدوینِ قرآن کے اس عظیم الشان پروجیکٹ کے لئے ایک کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اراکین کمیٹی کے لئے ان اصحاب علم و دانش کا انتخاب کیا گیا جو سب قرآن کے پختہ حافظ اور قاری، عربی زبان و ادب کے ماہر، ان کی زبان لحن جلی و خفی سے محفوظ ہو اور بحیثیت کاتب بعض کا خط انتہائی شاندار تھا۔ انتخاب سے قبل سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا تھا: لوگوں میں سب سے اچھا کاتب کون ہے؟ لوگوں نے کہا: رسول اللہ 1 کے کاتب زید بن ثابت۔ پوچھا: لوگوں میں سب سے بڑا فصیح اللسان کون ہے؟ لوگوں نے کہا: سعید بن العاص 5۔ تو سیدنا عثمان 5 نے فرمایا: سعید 5 قرآن کریم لکھوائیں گے اور زید بن ثابت 5 لکھیں گے۔"[17]

ان کے علاوہ عبد اللہ بن زبیر 5، عبد اللہ بن عباس 5 اور انس بن مالک 5 جیسے قرآن کریم کے الفاظ و معانی اور عربی زبان و ادب کے ماہر نوجوان، ابی بن کعب اور ابو الدرداء جیسے کبار صحابہ کرام 7 کو اس کمیٹی کے اراکین میں شامل کیا گیا۔ ان کے علاوہ کمیٹی میں عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام، کثیر بن افلح اور مالک بن ابو عامر جیسے کبار تابعین کو شامل کیا گیا، تاکہ اس دور کی مسلم سوسائٹی کے تمام طبقات کی نمائندگی کو یقینی بنایا جا سکے۔ زید بن ثابت 5، سعید بن العاص 5، عبد اللہ بن زبیر 5،

اور عبد الرحمٰن بن حارث کمیٹی کے بنیادی اور باقی معاون ارکان تھے۔اور زید بن ثابت 5 کو کمیٹی کا سربراہ بنایا گیا کہ وہ انتہائی ذہین،قرآن کے ماہر قاری،کاتب وحی، عرضہ اخیرہ میں حاضر اور مرتے دم تک اسی کے مطابق قرآن پڑھاتے رہے۔
5۔ اس کے بعد سیدنا عثمان 5 نے انتہائی اہم اقدام یہ کیا کہ اہل مدینہ کو جمع کر کے خطاب کیا: "لوگو، تمہارے نبی 1 کی وفات کو ابھی ☐ تیرہ سال ہوئے ہیں اور تم قرآن کے بارے میں اختلاف کرنے لگے ہو۔ کوئی کہتا ہے یہ ابی کی قراءۃ اور یہ عبد اللہ کی قراءۃ ہے۔ کوئی کہتا ہے: اللہ کی قسم، تمہاری قراءۃ درست نہیں ہے۔ میں تم میں سے ہر شخص کو حکم دیتا ہوں کہ جس کے پاس بھی قرآن کی آیات لکھی ہوئی موجود ہیں، وہ ہمارے پاس لے کر آئے۔" صحابہ کرام 7 نے اوراق اور چمڑے کے ٹکڑے لانے شروع کئے، جن میں قرآن لکھا ہوا تھا، حتیٰ کہ بہت سا مواد جمع ہو گیا۔اس کے بعد سیدنا عثمان نے ایک ایک آدمی کو بلاتے اور اس سے یہ گواہی لیتے کہ آیا تم نے یہ آیات خود رسول اللہ 1 سے سنی تھی اور خود رسول اللہ 1 نے تمہیں یہ آیت لکھوائی تھی تو وہ جواب دیتا کہ ہاں، میں نے یہ آیات خود رسول اللہ 1 سے سن کر لکھی تھیں۔"[18] گویا وہی عمل دوبارہ دہرایا گیا جو سیدنا ابو بکر 5 کے دور میں اختیار کیا گیا تھا کہ جس کے پاس بھی قرآن کریم کی آیات لکھی ہوئی موجود ہیں، وہ پیش کرے۔چنانچہ ان کے ساتھ از سر نو مقابلہ کرتے ہوئے یہ نسخے تیار کئے گئے۔ مقصد یہ تھا کہ تدوین قرآن کے اس کام میں تمام صحابہ 7 کو شامل کیا جائے تاکہ شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔
6۔ لیکن واضح رہے کہ اصل انحصار واعتماد سیدنا ابو بکر 5 کے صحیفوں پر کیا گیا جو سیدنا عمر 5 کی شہادت کے کے بعد ان کی بیٹی ام المومنین حفصہ 5 کے پاس تھے،چنانچہ سیدنا عثمان 5 نے ان کو پیغام بھجوایا کہ آپ کے پاس ابو بکر صدیق 5 کے جو صحیفے موجود ہیں، وہ ہمارے پاس بھیج دیں، ہم انہیں مصاحف میں نقل کے آپ کو واپس کر دیں گے۔حضرت حفصہ 5 نے وہ صحیفے سیدنا عثمان 5 کے پاس بھجوا دیئے۔ صحف صدیقیہ کمیٹی کے سپرد کر دیئے گئے اور تمام صحابہ کے متفقہ فیصلے کے تحت کمیٹی کو پابند کر دیا گیا کہ وہ ان کو سامنے رکھتے ہوئے مصاحف تیار کریں۔[19]اس کا واضح مطلب ہے کہ تمام صحابہ کرام کو صحف صدیقیہ پر مکمل اطمینان اور اعتماد تھا۔
7۔ نیز اراکین کمیٹی کو یہ اصولی ہدایت کر دی گئی کہ "اگر کہیں تمہار اور زید بن ثابت 5 کا قرآن کی کسی چیز میں اختلاف ہو تو قریش کی زبان میں لکھنا،کیونکہ قرآن انہیں کی زبان پر نازل ہوا ہے۔[20]اسی اصول کے تحت پورے قرآن کی املاء وکتابت ہوئی۔ صرف ایک لفظ التابوت کی املاء کا معاملہ سیدنا عثمان 5 کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے بھی لغت قریش کے مطابق التابوت لکھنے کا حکم دیا۔
8۔ نیز تمام مصاحف نقطوں اور اعراب سے خالی اس انداز سے لکھے گئے کہ اس کا رسم الخط تمام صحیح اور ثابت قراءات کا متحمل ہو سکے۔اور تمام متواتر قراءات اس میں سما جائیں، جیسا کہ امام شاطبیؒ نے العقیلہ میں لکھا ہے:

فجردوه كما يهوى كتابته　　　　ما فيه شكل ولا نقط فيحتجرا[21]

''انہوں (یعنی زید بن ثابت 5 اور ان کے ساتھیوں) نے قرآن کو بغیر اعراب (شکل) اور بغیر نقطوں کے ویسے ہی لکھا، جیسا سیدنا عثمان 5 چاہتے تھے۔اس میں نہ حرکات (زیر، زبر، پیش) تھیں، نہ نقطے، تاکہ اس میں قراءت کی مختلف وجوہ کی گنجائش باقی رہے۔'' اس سے واضح ہوتا ہے کہ مصاحف عثمانیہ کو صحف صدیقیہ کے متن پر مکمل انحصار کرتے ہوئے از سر نو اس طرح مرتب کیا گیا کہ املاء و کتابت میں لغت قریش کو ترجیح دی گئی اور ساتھ رسم الخط کا ایسا اہتمام کیا گیا کہ تمام عرضہ اخیرہ کی تمام قراءات ایک رسم میں سما جائیں۔ امام الدانی نے لکھا ہے : ''اور صحابہ کرام 7 نے مصاحف کو نقطوں اور اعراب سے اس لئے خالی رکھا، تاکہ ہ وہ اس حقیقت کی نشاندہی کر دیں کہ قرآن کی قراءت میں وسعت باقی ہے، اور مختلف زبانوں (لہجوں) میں قراءۃ کی جو گنجائش اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو دی تھی، وہ برقرار ہے، تاکہ ہر قاری اپنی استطاعت اور زبان کے مطابق قراءت کر سکے۔[22]

9۔اس کے علاوہ ایک مسئلہ یہ پیش آیا کہ بعض قراءات متواترہ ایسی تھیں جو ایک رسم کے تحت نہیں سما پا رہیں تھی، اس کا حل یہ نکالا گیا کہ ایسے تمام کلمات کو تمام مصاحف عثمانیہ میں تقسیم کر دیا گیا۔اور مصاحف عثمانیہ کے درمیان بعض کلمات کے رسم میں اختلاف ایک مسلمہ حقیقت ہے۔[23]

10۔ دورِ ابو بکر 5 کے صحیفوں کو جن میں آیات تو مرتب تھیں، لیکن سورتیں مرتب نہیں تھیں بلکہ ہر سورۃ الگ الگ لکھی ہوئی تھی، ان کو سامنے رکھتے ہوئے سورتوں کی ترتیب کے ساتھ پورے قرآن کو موجودہ ترتیب کے مطابق ایک ہی مصحف میں نقل کر دیا گیا۔[24]

11۔ مصاحف کی تدوین کے بعد سیدنا عثمان 5 نے ان کے چھ نسخے مختلف بلاد اسلامیہ میں بھجوانے کا اہتمام کیا اور ہر نسخہ کے ساتھ ایک ماہر قاری قرآن بھی بھیجا تاکہ وہ اس کے مطابق لوگوں کو قراءۃ کی تعلیم دے۔لوگ قراء سے ان مصاحف کے مطابق قرآن سیکھنے اور اپنے ذاتی مصاحف نقل کرنے میں سرگرم ہو گئے ۔ مدینہ طیبہ میں زید بن ثابت ہر سال رمضان المبارک میں خود کو صرف اس مقصد کے لئے فارغ کر لیتے کہ لوگ ان کے سامنے اپنے مصاحف پیش کریں۔لوگ ان کے سامنے اپنے مصاحف پیش کرتے اور ان کے ہاتھ میں اہل مدینہ کا مصحف ہوتا تھا۔[25]

12۔ اس کے بعد سیدنا عثمان 5 نے لوگوں کے انفرادی نسخے تلف کروا دیئے، اس لئے کہ ان میں اسباب نزول، تفسیری حواشی اور ایسی آیات و قراءات بھی درج تھیں جو عرضہ اخیرہ میں منسوخ ہو گئیں تھیں۔ اور تلف کا مقصد یہ تھا کہ رسم الخط، قراءات قرآنیہ اور سورتوں کی ترتیب کے اعتبار سے مصاحف کے درمیان کسی قسم کا اختلاف باقی نہ رہے، اس کے بعد صحابہ کے اجماع سے پوری امت اس بات پر متفق ہو گئی کہ صحابہ و تابعین کے ذاتی مصاحف میں جو کچھ بھی مصاحف عثمانیہ کے خلاف ہے، وہ قطعاً قرآن نہیں ہے، اور اس کی قراءۃ قطعاً جائز نہیں ہے۔[26] اور آئندہ کے لئے یہ متفقہ قانون بن گیا کہ مصاحف میں آیات قرآنیہ کے رسم کے ساتھ کوئی تفسیری اضافہ، منسوخ آیت اور کوئی ایسی چیز درج نہ کی جائے جو قرآن

نہیں ہے ۔یہ وہ عظیم الشان ، منفرد، اور ہر لحاظ سے محفوظ اور تمام صحابہ کرام کا متفقہ منہج تھا جس نے ہمیشہ کے لئے قرآن کریم میں اختلاف کا راستہ بند کر دیا۔ پوری امت نے اس عظیم الشان کارنامہ پر سیدنا عثمان 5 کو خراج تحسین پیش کیا۔

نتیجہ بحث

مصاحف عثمانیہ کی تدوین میں اصل انحصار صحف صدیقیہ پر ہی تھا۔ فرق صرف تھا کہ صحف صدیقیہ کا باعث بنیادی طور پر یہ خطرہ تھا کہ کہیں مختلف غزوات میں حفاظ کرام کی ایک بڑی تعداد کی شہادت سے قرآن کریم کا کوئی حصہ ضائع نہ ہو جائے جبکہ جمع عثمانی کی تدوین کا سبب یہ تھا کہ عجمی مسلمانوں کی قراءات سے عدم واقفیت اور لحن کی غلطیوں کے باعث قراءات قرآنیہ میں اختلاف بڑھ رہا تھا اور ایسی وجوہ قراءات پھیلنا شروع ہو گئیں تھی جو عرضہ اخیرہ میں رسول اللہ 1 سے بذریعہ تواتر ثابت نہیں تھیں۔

دوسرا فرق نوعیت کا اور طریق کار کے اعتبار تھا وہ یہ کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور میں چمڑے کے ٹکڑوں ، شانے کی ہڈیوں اور درختوں کے پتوں سے قرآن کریم کو صحیفوں (پارچوں) میں نقل کیا گیا جن میں آیات تو مرتب تھیں ، البتہ سورتیں کتاب کی صورت میں مرتب نہیں تھیں ، بلکہ ہر سورۃ الگ الگ لکھی ہوئی تھی۔ یہ صحیفے عرضہ اخیرہ کے مطابق تھے اور اس میں ساتوں حروف جمع تھے ، جبکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو بکر 5 کے ان صحیفوں کو سامنے رکھتے ہوئے سورتوں کی ترتیب کے ساتھ پورے قرآن کو ایک ہی مصحف میں ایسے رسم الخط کے مطابق نقل کر دیا کہ عرضہ اخیرہ کے مطابق ساتوں حروف اس میں سما جائیں اور جو کلمات ایک رسم کے تحت نہ آ سکے انہیں مصاحف عثمانیہ میں تقسیم کر دیا گیا ۔گویا مصاحف عثمانیہ کو صحف صدیقیہ کے متن پر مکمل انحصار کرتے ہوئے از سر نو اس طرح مرتب کیا گیا کہ املاء و کتابت میں لغت قریش کو ترجیح دی گئی اور ساتھ رسم الخط کا ایسا اہتمام کیا گیا کہ تمام عرضہ اخیرہ کی تمام قراءات ایک رسم میں سما جائیں۔ تیسرا فرق یہ تھا کہ سیدنا ابو بکر صدیق 5 کے صحیفوں کی تدوین کا مقصد یہ تھا کہ دار الخلافہ میں امت کی اجتماعی تصدیق سے تیار ایک نسخہ ضرور ہونا چاہیے جو عالم اسلام کے لئے ایک اتھارٹی کی حیثیت رکھتا ہو اور بوقت ضرورت اس کی طرف رجوع کیا جا سکے۔ ، جبکہ سیدنا عثمان کے پیش نظر عرضہ اخیرہ کے مطابق قراءات صحیحہ پر اعتماد کرتے ہوئے پوری امت کو ایک مصحف پر جمع کرنا اور پھر اس کی متعدد نقلیں تیار کر کے عالم اسلام میں روانہ کرنا تھا ، تاکہ امت غیر منسوخ اور ثابت شدہ قراءات پر متفق ہو جائے ۔[27] چنانچہ انہوں نے متعدد نسخے تیار کروا کر ماہر قراء کی معیت میں مختلف بلاد اسلامیہ میں روانہ کئے۔ اور لوگوں کے انفرادی نسخے تلف کروا دیئے ، تاکہ رسم الخط ، قراءات قرآنیہ اور سورتوں کی ترتیب کے اعتبار سے مصاحف کے درمیان کسی قسم کا اختلاف باقی نہ رہے۔ یہ گویا اس بات کا واضح اعلان تھا کہ اب قرآن کی حیثیت سے صرف مصاحف عثمانیہ ہی اتھارٹی ہیں ، جو اس کے خلاف ہو گا ، باطل تصور ہو گا۔

References

[1] ـ البخاري، محمد بن إسماعيل،الجامع الصحيح ،كتاب فضائل القرآن ، باب كان جبريل يعرض القرآن علي النبي (بيروت: دار طوق النجاة)رقم:4998

Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb Faḍāʾil al-Qurʾān, Bāb Kāna Jibrīl yuʿāriḍ al-Qurʾān ʿalā al-Nabī, (Bayrūt: Dār Ṭawq al-Najāh), ḥadīth no. 4998.

[2] ابن الجزري، محمد بن محمد بن يوسف ،النشر فى القراء ات العشر، تحقيق : علي محمد الضباع (المطبعة التجارية الكبرى) 6/49

Ibn al-Jazarī, Muḥammad ibn Muḥammad ibn Yūsuf, *al-Nashr fī al-Qirāʾāt al-ʿAshr*, taḥqīq: ʿAlī Muḥammad al-Ḍabbāʿ, (al-Maṭbaʿah al-Tijāriyyah al-Kubrā), 6/49.

[3] أبو بكر الباقلاني ،نكت الإنتصار ، تحقيق :دكتور محمد زغلول سلام ، (اسكندرية ، منشأة المعارف)،ص 110

Abū Bakr al-Bāqillānī, *Nukat al-Intiṣār*, taḥqīq: Dr. Muḥammad Zaghlūl Salām, (Iskandariyyah: Manshaʾat al-Maʿārif), p. 110.

[4] الذهبي ،محمد بن أحمد بن عثمان،معرفة القراء الكبار،تحقيق: بشار عواد معروف وغيره(بيروت، مؤسسة الرسالة،1984م)24/1،

Al-Dhahabī, Muḥammad ibn Aḥmad ibn ʿUthmān, *Maʿrifat al-Qurrāʾ al-Kibār*, taḥqīq: Bashshār ʿAwwād Maʿrūf et al., (Bayrūt: Muʾassasat al-Risālah, 1984), 1/24

[5] البخارى ، محمد بن إسماعيل ،الجامع الصحيح، كتاب فضائل القرآن ،باب جمع القرآن ،رقم :4986

السخاوي ، علم الدين أبو الحسن علي بن محمد، الوسيلة إلى كشف العقيلة، تحقيق : مولاى الإدريسى (الرياض ،مكتبة الرشد ، 2005 م) ،ص 54،

- Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb Faḍāʾil al-Qurʾān, Bāb Jamʿ al-Qurʾān, ḥadīth no. 4986.
- Al-Sakhāwī, ʿIlm al-Dīn Abū al-Ḥasan ʿAlī ibn Muḥammad, *al-Wasīlah ilā Kashf al-ʿAqīlah*, taḥqīq: Mawlāy al-Idrīsī, (al-Riyāḍ: Maktabat al-Rushd, 2005), p. 54.

[6] البخارى ، محمد بن إسماعيل ،الجامع الصحيح ، كتاب فضائل القرآن ،باب جمع القرآن ،رقم: 4986

اللبيب ،أبو بكر عبد الغني، الدرة الصقيلة في شرح أبيات العقيلة ،تحقيق: عبد العلي زعبول.(قبرص، وزار الشؤون الإسلامية ، 2011 م) ،ص 4

Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb Faḍāʾil al-Qurʾān, Bāb Jamʿ al-Qurʾān, ḥadīth no. 4986.

Al-Labīb, Abū Bakr ʿAbd al-Ghanī, al-Durrah al-Ṣaqīlah fī Sharḥ Abyāt al-ʿAqīlah, taḥqīq: ʿAbd al-ʿAlī Zaʿbūl, (Qubruṣ: Wizārat al-Shuʾūn al-Islāmiyyah, 2011), p. 4.

[7] ـ الشاطبي ، القاسم بن فيرُّة الشاطبي ، عقيلة اتراب القصائد، تحقيق: د. أيمن رشدي سويد، (دمشق، دار الغوثاني، 2006 م.) البيت رقم28،27.

Al-Shāṭibī, al-Qāsim ibn Fīrruh al-Shāṭibī, *ʿAqīlat Atrāb al-Qaṣāʾid*, taḥqīq: Dr. Ayman Rushdī Suwayd, (Dimashq: Dār al-Ghawthānī, 2006), verses 27–28.

[8] ابن كثير ، إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي ، فضائل القرآن، مكتبة ابن تيمية، 1416 هـ)، ص75

Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar ibn Kathīr al-Qurashī, *Faḍāʾil al-Qurʾān*, (Maktabat Ibn Taymiyyah, 1416 AH), p. 75.

* إبراهيم محمد الجرمي ، معجم علوم القرآن، دمشق ، دار القلم ، 1422 هـ / 2001 م) ص 158

Ibrāhīm Muḥammad al-Jarmī, *Muʿjam ʿUlūm al-Qurʾān*, (Dimashq: Dār al-Qalam, 1422 AH / 2001), p. 158.

[9] برهان الدين إبراهيم بن عمر العسقلاني ، جميلة أرباب المراصد في شرح عقيلة أتراب القصائد، تحقيق: محمد خضير الزوبعي. (دمشق، دار الغوثاني للدراسات القرآنية ، 2010 م)ص208،209

Burhān al-Dīn Ibrāhīm ibn ʿUmar al-ʿAsqalānī, *Jamīlat Arbāb al-Marāṣid fī Sharḥ ʿAqīlat Atrāb al-Qaṣāʾid*, taḥqīq: Muḥammad Khuḍayr al-Zubayʿī, (Dimashq: Dār al-Ghawthānī li-l-Dirāsāt al-Qurʾāniyyah, 2010), pp. 208–209.

[10] ابن الجزرين، محمد بن محمد بن يوسف ، منجد المقرئين ومرشد الطالبين، (بيروت،دار الكتب العلمية 1420 هـ/ 1999 م ، ص 22

Ibn al-Jazarī, Muḥammad ibn Muḥammad ibn Yūsuf, *Munajjid al-Muqriʾīn wa Murshid al-Ṭālibīn*, (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1420 AH / 1999), p. 22.

[11] غانم قدورى، محاضرات في علوم القرآن، (عمّان ، دار عمار ،1423 هـ/ 2003 م) ، ص 64

Ghānim Qaddūrī, *Muḥāḍarāt fī ʿUlūm al-Qurʾān*, (ʿAmmān: Dār ʿAmmār, 1423 AH / 2003), p. 64.

[12] أكرم عبد خليفة حمد الدليمي ،جمع القرآن : دراسة تحليلية لمروياته ، (بيروت، دار الكتب العلمية ، 1427 هـ- 2006 م)، ص 179

Akram ʿAbd Khalīfah Ḥamd al-Dulaymī, *Jamʿ al-Qurʾān: Dirāsah Taḥlīliyyah li-Marwiyyātih*, (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1427 AH / 2006), p. 179.

[13] البخارى ، محمد بن إسماعيل ،الجامع الصحيح ،كتاب فضائل القرآن ،باب جمع القرآن، رقم 4987 ،نيز ديكهئے :

* الذهبي ،محمد بن أحمد بن عثمان ، تاريخ الإسلام، تحقيق: الدكتور بشار عواد معروف، (بيروت، دار الغرب الإسلامي ، 2003م) 3/ 476،

* الداني ،عثمان بن سعيد بن عثمان ،المقنع فى رسم مصاحف الامصار، تحقيق: الصادق قمحاوي،(القاهرة، مكتبة الكليات الأزهرية) ،ص 14

 Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb Faḍāʾil al-Qurʾān, Bāb Jamʿ al-Qurʾān, ḥadīth no. 4987.

 Al-Dhahabī, Muḥammad ibn Aḥmad ibn ʿUthmān, *Tārīkh al-Islām*, taḥqīq: Dr. Bashshār ʿAwwād Maʿrūf, (Bayrūt: Dār al-Gharb al-Islāmī, 2003), 3/476.

 Al-Dānī, ʿUthmān ibn Saʿīd ibn ʿUthmān, *al-Muqniʿ fī Rasm Maṣāḥif al-Amṣār*, taḥqīq: al-Ṣādiq Qamḥāwī, (al-Qāhirah: Maktabat al-Kulliyyāt al-Azhariyyah), p. 14.

[14] مكي بن ابي طالب بن محمد، الإبانة عن معاني القراءات، ،تحقيق: الدكتور عبد الفتاح إسماعيل شلبي، (مصر ، دار نهضة ، ص 63-64

Makkī ibn Abī Ṭālib ibn Muḥammad, *al-Ibānah ʿan Maʿānī al-Qirāʾāt*, taḥqīq: Dr. ʿAbd al-Fattāḥ Ismāʿīl Shalabī, (Miṣr: Dār al-Nahḍah), pp. 63–64.

[15] أكرم عبد خليفة حمد الدليمي ،جمع القرآن : دراسة تحليلية لمروياته، ص 179

[16] صبحي الصالح ،مباحث فى علوم القرآن ، (بيروت ،دار العلم للملايين 2000م، ص 83

Ṣubḥī al-Ṣāliḥ, *Mabāḥith fī ʿUlūm al-Qurʾān*, (Bayrūt: Dār al-ʿIlm li-l-Malāyīn, 2000), p. 83.

*مصطفى ديب البغا ، محب الدين ديب مستو، الواضح فى علوم القرآن ، (دمشق، دار الكلم الطيب ، 1418 هـ/ 1998 م)ص 92

Muṣṭafā Dīb al-Bughā & Muḥibb al-Dīn Dīb Mastū, *al-Wāḍiḥ fī ʿUlūm al-Qurʾān*, (Dimashq: Dār al-Kalim al-Ṭayyib, 1418 AH / 1998), p. 92.

[17] ابن ابي داؤد، عبد الله بن اشعت السجستاني،كتاب المصاحف،تحقيق:محمد بن عبده(القاهرة: الفاروق الحديثة ،1423ه) ، ص 81 * ابن كثير ، إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي ، فضائل القرآن، مكتبة ابن تيمية، 1416 ه)، ص 84 اور ابن کثیر نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

Ibn Abī Dāwūd, ʿAbd Allāh ibn Ashʿath al-Sijistānī, *Kitāb al-Maṣāḥif*, taḥqīq: Muḥammad ibn ʿAbduh, (al-Qāhirah: al-Fārūq al-Ḥadīthah, 1423 AH), p. 81.

Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar ibn Kathīr al-Qurashī, *Faḍāʾil al-Qurʾān*, (Maktabat Ibn Taymiyyah, 1416 AH), p. 84.

[18] ابن ابي داؤد، عبد الله بن اشعت السجستاني،كتاب المصاحف، ص 101،

* الذهبي ،شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي (ت: 748 ه). (– القاهرة، دار الحديث.، 1427 هـ – 2006 م.) 1/ 158

Ibn Abī Dāwūd, ʿAbd Allāh ibn Ashʿath al-Sijistānī, *Kitāb al-Maṣāḥif*, p. 101.

Al-Dhahabī, Shams al-Dīn Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Aḥmad ibn ʿUthmān, (al-Qāhirah: Dār al-Ḥadīth, 1427 AH / 2006), 1/158.

* أبو شامة، أبو القاسم عبد الرحمن بن إسماعيل الدمشقي، المرشد الوجيز إلى علوم تتعلق بالكتاب العزيز، تحقيق: طيار آلتي قولاج، (بيروت، دار صادر ، 1975 م)، 1/ 65

Abū Shāmah, Abū al-Qāsim ʿAbd al-Raḥmān ibn Ismāʿīl al-Dimashqī, *al-Murshid al-Wajīz ilā ʿUlūm Tataʿallaq bi-l-Kitāb al-ʿAzīz*, taḥqīq: Ṭayyār Āltī Qūlāj, (Bayrūt: Dār Ṣādir, 1975), 1/65.

[19] أبو عبيد قاسم بن سلام ،فضائل القرآن ، تحقيق: مروان العبية، ومحسن رابة، ووفاء تقي الدين،(بيروت، دار ابن كثير ، 1995 م)،ص282،

* الداني ،عثمان بن سعيد بن عثمان ،المقنع فى رسم مصاحف الامصار ص 14

Abū ʿUbayd Qāsim ibn Salām, *Faḍāʾil al-Qurʾān*, taḥqīq: Marwān al-ʿAbiyyah et al., (Bayrūt: Dār Ibn Kathīr, 1995), p. 282.

[20]- النسائي ،أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب ، فضائل القرآن،تحقيق: د. فاروق حمادة، (بيروت، دار البشائر للعلوم ، 1992 م)،ص67

* المقنع فى رسم مصاحف الأمصار، ص 14، الإتقان فى علوم القرآن 208/1

Al-Nasāʾī, Abū ʿAbd al-Raḥmān Aḥmad ibn Shuʿayb, *Faḍāʾil al-Qurʾān*, taḥqīq: Dr. Fārūq Ḥamādah, (Bayrūt: Dār al-Bashāʾir li-l-ʿUlūm, 1992), p. 67.

[21] الشاطبي ، القاسم بن فيرُّة الشاطبي ، عقيلة اتراب القصائد، تحقيق: د. أيمن رشدي سويد، (دمشق، دار الغوثاني، 2006 م.)،(البيت 35)

[22] الدانى، عثمان بن سعيد ، المحكم في نقط المصاحف، تحقيق: د. عزت حسن، (دمشق دار الفكر ، 1407 ه)،ص2

Al-Dānī, ʿUthmān ibn Saʿīd, *al-Muḥkam fī Naqṭ al-Maṣāḥif*, taḥqīq: Dr. ʿIzzat Ḥasan, (Dimashq: Dār al-Fikr, 1407 AH), p. 2.

[23]- أبو عبيد قاسم بن سلام ،فضائل القرآن ،ص328

[24] فهد بن عبد الرحمن الرومي، الدكتور،دراسات في علوم القرآن الكريم، (محفوظة للمؤلف ،1424ه) ، ص 91.

Fahd ibn ʿAbd al-Raḥmān al-Rūmī, *Dirāsāt fī ʿUlūm al-Qurʾān al-Karīm*, (Manuscript, 1424 AH), p. 91.

[25] محمد فاروق النبهان ، المدخل إلى علوم القرآن الكريم ، (بيروت ،دار عالم القرآن ، 1426 هـ / 2005 م)،ص: 117،

أكرم عبد خليفة حمد الدليمي ،جمع القرآن: دراسة تحليلية لمروياته ،ص 184

Muḥammad Fārūq al-Nabhān, *al-Madkhal ilā ʿUlūm al-Qurʾān al-Karīm*, (Bayrūt: Dār ʿĀlam al-Qurʾān, 1426 AH / 2005), p. 117.

[26] محمد بكر إسماعيل ،دراسات في علوم القرآن الكريم، (دار المنار، ،1419 هـ - 1999 م) ، ص116ز

* أكرم عبد خليفة حمد الدليمي ،جمع القرآن: دراسة تحليلية لمروياته ،ص 177

Muḥammad Bakr Ismāʿīl, *Dirāsāt fī ʿUlūm al-Qurʾān al-Karīm*, (Dār al-Manār, 1419 AH / 1999), p. 116.

[27] البوطي،محّمد سَعيد رَمضان،من روائع القرآن ، (بيروت ،موسسة الرسالة ١٤٢٠ هـ - ١٩٩٩م)، ص 48

Muḥammad Saʿīd Ramaḍān al-Būṭī, *Min Rawāʾiʿ al-Qurʾān*, (Bayrūt: Muʾassasat al-Risālah, 1420 AH / 1999), p. 48.